

باب: وَيَأْتِكَ عِلْمٌ مِّنْ بَارِشٍ سَنَا هُنَى - وَوَدَسْرُونَ تَكَلَّبَ حَمِيلَةً نَى۔
او یہ سچے ہی اللہ کی رحمت سے صوتا ہے۔ پر ایک سورقان کی
بارش ہونے ملتی۔ یعنی یہ وقت الک کا شماراً دا لرتے رینا چاہیے۔

آیت 49-50 : بارش سے مکمل صاف آیات ہیں کی مطر بارش نہ ہونے پر
پہلے مایوسی پھا جاتی ہے۔ یہاں لفظ مبلیسیں ہیں ہیں۔ کیا مطلب یہ ہے؟
ناامید ہونا۔ نعم کی وجہ سے پہلے لگ جائے ابلاس لیتے ہیں۔
اگے آیات یہی ہواں کے مختلف محلوں میں بات ہیں۔ اب یہیں

باب: صاعِدَنَ سَلَّمَ اللَّهُ رَحْمَنُوْ دَبَّلَتْ ہُنَى۔ اَكَمَنَ نَقْيَہِ یَنِی جِو بَارِشَی
صوْقَی ہے جیاں خیر صوْقَی ہے۔ مردہ زمین کی ادب صوْقَی ہے۔ فوشالی
اُتَی بَیْہِ یَعْلَمُ عَنْ قَبَیْلَہِ بَنَیْ ۚ

اوہ اسی مطر اگر یہ ہوا یعنی سخت ہو جائیں جس سے یہ ریا کی دبایی ہی
بعل دین تو اسی بارش سے خوش ہونے والے لیا امرتے ہیں؟

جواب: ناشکری۔

آیت 52: ان دونوں آیات میں سنی و ذہاری کہ اتنا کچھ
سنے کے بعد ہم لوگ ہنی سنتے اور ساختے کیوں؟

جواب: اکٹھے حل مردے ہو چکے ہیں۔ کی بات یہ سنجیدہ ہنی ہو۔ تعجب کی وہ
ہے کان بنے کر لے ہیں۔ اور حق سے احراض کر چکے ہیں۔ [اکھی مثال
مردے کی سی بے جو نہ سنتے اور رکھتے ہیں]۔ انہوں کی مثال دی گئی
کہ دل کی بیانی سے ہم محروم ہیں۔

آیت 54: اللہ تعالیٰ کی کمالِ خودت کا بیان ہے کہ وہ انسان کی تخلیق ایک
کمزور حالت سے شروع کرتا ہے پھر قوت دیتا ہے اور پھر کمزوری کی مرف
لیجا تا ہے۔ یہاں سے لئے یہ سبق ہے اس میں؟

جواب: پہلے تو یہ اپنی تخلیق یہ سخر عفرر بریں۔ یہ مئی کی پیروادار ہیں۔ کی
بات کی اکڑ رکھتا ہے انسان؟ یعنی تو اس دنیا س انس کا معتقد دیکھنا
نہ ہے۔ اس دینا اور انتیست کیتے لیکا کر سلسلہ ہو رہا یہ دیکھنا ہے۔ اینے آغاز
اور اسماں کی خفر لعانی ہے۔